سفرنامہ..........لبنان.....غار میں نہر، نہر میں کشتی؟

متحف المشاہیر دیکھنے کے بعد ہمیں.....جعیتا.....JEita لے جایا گیا جہاں دو غار ہیں اور دونوں غرائب الارض میں سے ہیں..... یہاں بھی داخلہ بذریعہ پاس ہے اور پاس ۸۱۵۰ الیرالبنانی کا ہے...... جو کہ ۱۲۔ ڈالر یعنی ۱۲۴۰ روپے بنتے ہیں..... یہ دونوں غار اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں.....ہمیں تو ان غاروں کے اندر جا کر اصحاب کہف کا غار اوران تین اللہ کے نیک بندوں کے غار والا واقعہ یاد آ گیا جو ایک غار میں بارش سے بچنے کے لئے چھپے تھے پھر انہیں ایک آزمائش نے آلیا کہ ایک بڑے پتھر نے گر کر غار کا منہ ہی بند کر دیا.....اللہ اکبر..........ایک لمحے کو ہم سہم سے گئے.....مالک الملک تیرے ان بندوں کے دامن میں تو کوئی نیکیاں تھیں جو کام آ گئیں اور اگر اس غار کا منہ بند ہو گیا جس میں اس وقت ہم ہیں تو...... ..... تو ہمارے دامن میں تو کوئی ایسی نیکی بھی نہیں جس کے واسطے سے تجھ سے دعاء کر سکیں ....احب الصالحین ولست منھم .....لعل اللہ یرزقنی صلاحا ....مغارہ جعیتا (جعیتا غار) جانے کے لئے پہلے تو ہمیں ہماری لگژری کوچ نے وہاں پہنچایا جسے نہر الکلب کہتے ہیں، گاڑیاں وہاں پارکنگ کے حوالے کر دی گئیں اور پھر وہاں سے ایک فضائی کار لفٹ میں بیٹھ کر پہاڑ کی بلندی پر پہنچے اور پھر ہم داخل ہوئے غار میں .... یہاں ایک نہیں دو غار ہیں..... یہ غار ۱۸۳۶ میں دریافت ہوئے .....اور بیروت سے ۱۸ کلومیٹر شمال میں نہر الکلب کی وادی میں واقع ہیں یہ نہر اب بھی جاری وساری ہے مگر اسے نہر الکلب کیوں کہا جاتا ہے اس کی تحقیق ہم نہیں کر سکے.....تاہم یہ معلوم ہوا کہ یہ غار دنیا کے سات عجائبات میں سے ایک ہیں.....ان کے اندر Carstic Limestone طرز کا پتھر ہے۔ان غاروں کو مغارۃ جعیتا کا نام دیا گیا ہے.....لبنانی اس علاقہ کو سیاحتی اعتبار سے جوہرۃ السیاحۃ اللبنانیہ کہتے ہیں..... یہاں دو غار ہیں ایک بلندی پر اور ایک نیچے.....اسی لئے انہیں المغارہ العلیا اور المغارۃ السفلی کہا جاتا ہے.....

ان غاروں میں سے نچلی غار میں ۵۰۰ میٹر تک اندر جانے کی گنجائش بنائی گئی ہے جبکہ غار کی لمبائی ۶۲۰۰ میٹر ہے.....غار کے اندر ایک نہر جاری ہے۔اور یہ ہم نے پہلی بار دیکھا کہ کسی غار میں ٹھنڈے میٹھے پانی

کی نہر ہو اور اس میں کشتی بھی چل رہی ہو...... ہم کشتی میں بیٹھ کر تقریبا نصف کلو میٹر تک گئے ہوں گے...... یہ ایک خوفناک سا مگر دلفریب سفر ہے جو کشتی میں غار کے اندر کیا جاتا ہے...... ہر کوئی دل تھامے بیٹھا ہے مگر بایں ہمہ لطف اندوز بھی ہو رہا ہے...... اللہ کی قدرت کا عجب ساماں ہے...... یہاں جو دعاء بے ساختہ ہماری زبان پر جاری ہوئی وہ یہ تھی (**سبحان الذی سخرلنا هذا وما كنا له مقرنين وانا الى ربنا لمنقلبون باسم الله مجرها ومرسها ان ربى لغفور رحيم**) .... اس دعاء کی شان کا لطف بھی ادھر ہی صحیح معنی میں محسوس ہوا......

غار کے اندر داخل ہوئے تو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ جو پہاڑ باہر سے بلند و بالا اور سر سبز دکھائی دے رہا ہے وہ اندر سے کیسا کھوکھلا ہے...... اور اس کے اندر کی کیفیت کیسی عجیب ہے...... اندر غار کی بلندی کوئی دو تین سو فٹ ہے اندر جانے کے لئے جو راستے یا پائدان بنائے گئے ہیں وہ غار کی نچلی سطح سے ۱۲۰ میٹر بلند ہیں اور لمبائی ۹ کلو میٹر...... (یعنی چھ میل) ہے...... ایک تاریخی روایت کے مطابق سو سال تک ان غاروں کا اتا پتہ نہ تھا اور ان غاروں کو غیر ملکی سیاحوں ہی نے سو سال بعد پہلی بار علی الترتیب ۱۹۳۰ـ ۱۹۵۸ میں دریافت کیا تھا......

غاروں کے اندر قدرت کی عظیم و عجیب نشانیاں ہیں...... اور حشرات الارض کی ایک سے ایک مخلوق موجود ہے۔ دونوں غار نہر الکلب کے قرب میں ہونے کی بناء پر سیاحوں کو اپنی جانب جذب کرتے ہیں۔ تیس کلو میٹر طویل نہر الکلب اپنے صاف اور میٹھے پانی کی وجہ سے لبنان میں بہت مشہور ہے اس کا پانی بیروت کو سپلائی ہوتا ہے اور بچا کچھا پانی جونیہ کے قریب البحر الابیض المتوسط میں جا گرتا ہے۔ جونیہ سریانی زبان کا لفظ ہے اسی طرح کے دیگر سریانی الفاظ بھی یہاں مستعمل ہیں، جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ علاقہ سریانی زبان کا علاقہ رہا ہے۔ جامعہ بیروت الاسلامیہ میں ہماری ملاقات سریانی زبان کے ایک استاذ سے ہوئی جو اس جامعہ میں سریانی بطور اختیاری زبان کے پڑھاتے ہیں...........

نہر الکلب کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں براہ راست پہاڑیوں سے پانی اترتا ہے اور سال بھر جاری رہتا ہے گویا پہاڑیوں میں موجود چشمے اس نہر کے سر چشمے ہیں...... جس وادی سے یہ نہر اٹھکیلیاں کرتی ہوئی

گزرتی ہے اس کا نام وادی الجماجم ہے، جمجمہ عربی میں کھوپڑی کو کہتے ہیں...... ممکن ہے کبھی اس علاقہ میں جنگوں کے دوران انسانی کھوپڑیاں جمع کی گئی ہوں...... کیونکہ مغارہ جعیتا کا علاقہ قدیم حملہ آوروں کی پناہ گاہ رہا ہے...... نبوخذ نصر کے دور (۶۳۰۔۵۶۲ ق م) کے بعض تاریخی آثار یہاں آج بھی محفوظ ہیں ......اور پہاڑیوں کی سلوں پر نقش ہیں۔

دو سے تین گھنٹے کی سیاحت وتفریح کے بعد ہم نے واپسی کی راہ لی......

بیروت کتب کی طباعت واشاعت کے لحاظ سے بہت مشہور ہے دنیا بھر میں بیروت کی چھپی ہوئی دینی کتب بالخصوص معروف ہیں...... ہم گزشتہ تیس برس سے مختلف اداروں کے نام سنتے پڑھتے آرہے ہیں جو بیروت میں ہیں اور کتب شائع کرتے ہیں .... چنانچہ ایک روز ہم نے شہر کے علماء سے ان ......دور الکتب...... کے مقامات کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ اکثر مکتبہ جات الحمراء کے علاقہ میں ہیں...... چنانچہ ہم ان کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے، الحمراء کی سیر بھی ہوگئی اور مکتبات دیکھنے کا اتفاق بھی مگر کوئی مکتبہ ویسا نہ تھا جیسا ہم چاہتے تھے...... یہ کتب فروشوں کی دکانیں تھیں دار نشر نہ تھے...... جبکہ ہمیں تلاش تھی کسی دار النشر (پبلشر) کی جو اس علاقہ میں دو ایک ہی تھے مگر بتایا گیا کہ ان کے اصل دفاتر شہر کے اندر مختلف علاقوں میں بکھرے ہوئے ہیں...... ان میں دار الکتب العلمیہ کی شہرت زیادہ ہے...... ہمیں مسجد عائشہ بکار کے امام وخطیب صاحب نے بتایا کہ دار الکتب العلمیہ اس وقت سب سے بڑا اور مالدار قسم کا دار نشر ہے...... (مسجد عائشہ بکار الحمراء جاتے ہوئے راستہ میں پڑتی ہے) دارلکتب العلمیۃ کا فون نمبر مل گیا اور ہم نے فون نمبر سے اس کے مالک جناب محمد علی بیضون تک رسائی حاصل کرلی ان سے پتہ معلوم کیا اور اگلی صبح نو بجے سے دو پہر تین بجے تک دورہ میں شرکت کی اس کے بعد دار الکتب العلمیہ جانے کی تیاری کی کل اس دار کے مالک جناب محمد علی بیضون سے فون پر بات ہوچکی تھی اور ہم نے ان سے مدعا بیان کیا تو انہوں نے کہا تھا کہ وہ خود تو پیرس جارہے ہیں البتہ ان کا بیٹا ہوگا جس کا نام جہاد ہے جہاد...... ہم نے کہا حضرت جہاد تو آج کل ہمارے ملک میں بڑا خطرناک لفظ سمجھا جاتا ہے اور جہادیوں کے خلاف ایک زوردار مہم جہاد کی چل پڑی ہے......... بہر کیف......

اپنے ہوٹل سے ٹیکسی کے ذریعہ ان کے دار تک جانے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا کہ وہ تیس ڈالر ایک طرف کے لے گا اور تیس ڈالر واپسی کے.........توبہ توبہ......ہم نے کہا ہم پیدل چلے جائیں گے تم ہمیں صرف ایڈریس سمجھا دو......کاؤنٹر پر موجود لڑکے نے دار الکتب فون کر کے ایڈریس سمجھا اور ہمیں لکھ کر دے دیا......ہم مین روڈ پر آئے یہاں سے ایک ٹیکسی والے نے (اللہ اس کا بھلا کرے) ہمیں اٹھایا اور ایک ایسی جگہ جا اتارا جہاں سے عرمون جانے والی ویگن ملتی ہے......عرمون شویفات کی طرف ہے اور یہ جگہ ہمارے ہوٹل سے کوئی دس کلومیٹر دور ہوگی......پھر وہاں سے ویگن پر بیٹھے اور اس نے عرمون چوک میں اتار دیا......وہاں سے پھر ٹیکسی لی اور اس نے مکتبہ کے قریب جا اتارا......صاحبزادے جہاد ہمارے انتظار میں تھے......ان سے ملاقات ہوئی اور دار نشر کا وزٹ کیا......خوبرو تندومند جوان 'سرخ وسپید 'بے ریش' پینتیس چالیس کے پیٹے میں جہاد ہمارے انتظار میں بیٹھا تھا......در الکتب العلمیہ نے عربی میں اسلامی موضوعات پر بہت کتابیں شائع کی ہیں......دیر تک ان کے ساتھ گفت وشنید رہی اور انہوں نے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ پاکستان سے ہمارے ہاں شاذ ونادر ہی کوئی کتاب شائع ہونے کے لئے آتی ہے......کیا وہاں لوگ لکھتے نہیں یا کہیں اور سے شائع کراتے ہیں......ہم نے کہا اب پاکستان میں بھی ایسے دار نشر قائم ہو چکے ہیں جو مصنفین کی کتب کی طباعت واشاعت کرتے رہتے ہیں ......ہم نے انہیں پروفیسر ڈاکٹر محمد شریف سیالوی صاحب کے پی ایچ ڈی کے مقالہ کا نسخہ (جلد اول) پیش کیا.........مولانا محمد شریف سیالوی صاحب نے صاحب نبراس (علامہ عبدالعزیز پرہاروی) کی کتاب الیاقوت کو ایڈٹ کیا تھا جو عربی زبان میں ہے......ہمارا خیال اسی وقت سے یہ تھا کہ اسے شائع ہونا چاہئے اور شام کے ایک مکتبہ سے اپنے سفرِ شام کے دوران ہم نے بات بھی کر لی تھی مگر اس وقت سیالوی صاحب نے اس کی اجازت نہ دی ورنہ کتاب کب کی شائع ہو کر باعث نفع خلائق بنی ہوتی......اب اجازت دی تو ہم اسے سفرِ بیروت میں ساتھ لے گئے......لیکن صاحبِ مکتبہ العلمیہ کی شرط تھی کہ اس کی کمپوزنگ اگر ملے تو وہ شائع کر سکتے ہیں......اور کمپوزنگ ملی نہیں.........

جناب جہاد بیضون نے مکتبہ کے مختلف گوشے ہمیں دکھائے اور اپنے ساتھ تصاویر بھی بنائیں......پھر

ازراہِ لطف وعنایت ہمیں ہماری قیام گاہ تک پہنچایا..... اپنی مرسیڈیز جیپ گاڑی میں چلتے چلتے باتیں بھی کرتے جاتے تھے ہم نے شہر کے حالات اور پیش آمدہ واقعات کے بارے میں بتایا تو کہنے لگے اب تو اللہ کا شکر ہے حالات بہتر ہیں ورنہ ایک دور ہم پر ایسا بھی آیا کہ کوئی ملنے کی خواہش کرتا تو ہم اسے فون پر کہتے تھے ہماری طرف نہ آنا ورنہ کوئی ضمانت نہیں......اور اب بھی جو آپ میرے ساتھ ہیں بایں ہمہ ریش وطاقیہ اس پر بھی بہت سی نظریں اٹھ رہی ہوں گی..... کہ یہ کون ہے کہاں جارہا ہے.....اور یہاں سلفیت سے لوگ بہت خائف ہیں.....اور آپ کی داڑھی سلفیوں جیسی ہے یہاں ایسی (مکمل) داڑھی کا رواج نہیں اور جو اس حلیے میں ہو اسے شک کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے کہ کوئی حملہ آور نہ ہو..... بہرکیف ......انہوں نے ملاقات پر بہت شکریہ ادا کیا اور معذرت بھی کی کہ شہر کے حالات کے پیش نظر آپ کو زحمت کا سامنا کرنا پڑا.........

وہاں سے واپس آکر ہم نے بیروت کے ایک اور معروف عالم دین سے ملاقات کا قصد کیا..... یہ ہیں الشیخ اسامہ محمد طرابلسی جو المرکز الاسلامی عائشہ بکار کے مدیر تنفیذی ہیں......

پاکستان کی طرح لبنان میں بھی اور دنیا کے ہر ملک میں قدیم دور سے ہی مساجد علم کے مراکز رہی ہیں اور جب طلبہ کی تعداد میں اضافہ ہوتو ہر مسجد کے ساتھ مرکز یا مدرسہ کا قیام لابدی رہا ہے..... چنانچہ بغداد کے علمی مراکز ہوں یا شام وفلسطین کے، ہر جگہ مساجد ہی اساس ہیں تاآنکہ مصر کی جامع الازہر ہی آج کی جامعہ الازہر کی اساس ہے..... یہاں بھی ایک مسجد ایک نیک دل خاتون عائشہ بکار کے نام سے بنی اور اس میں درس وتدریس کا سلسلہ قائم ہوا جو بڑھتے بڑھتے ایک مرکز اسلامی کی صورت اختیار کر گیا ......مدیر مرکز نے ہمیں بتایا کہ اس مرکز میں اس وقت دو سے اڑھائی سو طلبہ مقیم ہیں جو دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور اس مرکز کی اپنی کئی عمارات ہیں جن میں میڈیکل سینٹر، اور سوشل ویلفیئر سینٹر قائم ہے...... پھر وہ ہمیں سینٹر کی ایک عمارت وزٹ کرانے لے گئے جس میں سات منزلیں ہیں اور ہر منزل پر مختلف طبی یونٹ قائم ہیں جن میں جنرل فزیشن سے لے کر ڈینٹل کلینک تک، آنکھوں کے ہسپتال سے آپریشن تھیٹر تک اور مختلف امراض کے اسپشلسٹ ڈاکٹروں کے کمرے بھی شامل تھے۔ اس اسلامک سینٹر نے ہر

ماہ رمضان المبارک میں ختم قرآن کی شب (۲۷ شب) میں دینی کتب مفت تقسیم کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے چنانچہ ہر بار کوئی نئی کتاب شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہے......علاوہ ازیں میلاد شریف اور شب معراج کی مناسبت سے محافل ہوتی ہیں اوران محافل میں بھی کتب کی تقسیم ہوتی ہے......دو کتابیں ہمیں بھی تحفہ میں ملیں۔

شیخ اسامہ محمد طرابلسی نے اسلامک سینٹر کے مختلف شعبے ہمیں وزٹ کرائے ہم نے ان سے لبنانی نوجوانوں میں پائی جانے والی دین سے بے رغبتی کی بات کی توانہوں نے کہا زیادہ قصور ماں باپ کا ہے لیکن معاشرہ چونکہ مکس ہے اس میں عیسائی بھی ہیں اور مسلم بھی تو مسلم لڑکے لڑکیاں ان عیسائیوں کی دیکھا دیکھی اپنا سب کچھ ضائع کر چکے ہیں۔

مسجد عائشہ بکار کے بعد ہم جامعہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ وزٹ کرنے گئے ...... یہ جامعہ ایک پرائیویٹ یونیورسٹی ہے جوایک ٹرسٹ کے زیراہتمام ہے......ابتدائی طور پر یہ ایک کالج تھا (امام وزاعی کالج آف اسلامک سٹڈیز) پھر اس میں ایک اور کالج کا اضافہ ہوا جو اسلامک کالج آف بزنس ایڈمنسٹریشن کے نام سے موسوم ہے' اس کالج کا الحاق سرکاری جامعہ کے ساتھ تھا' پھر بعض مخیر حضرات نے مل کر ۱۹۷۹ میں ایک ٹرسٹ بنایا اوراب اسے یونیورسٹی کا درجہ حاصل ہو چکا ہے۔اس میں زیادہ تر تعلیم فاصلاتی نظام کے تحت ہے...... یہاں ہماری ملاقات استاذ خضر محمد میرک سے ہوئی جو بینکنگ اینڈ فنانس میں ڈی بی اے اور اکاؤنٹنگ اینڈ فنانس میں پی ایچ ڈی ہیں......علاوہ ازیں انہوں نے ریلیجس اسٹڈیز میں بھی پی ایچ ڈی کیا ہوا ہے......ان اساتذہ کی معیت میں ہماری ملاقات شیخ بدرالدین نوار سے ہوئی جو جامعہ امام اوزاعی کے بورڈ آف گورنرز کے ممبر ہیں ...... جامعہ امام اوزاعی بیروت میں بنایۃ یاسمین الطریق الجدیدۃ پر ملعب البلدی کے قریب واقع ہے......اس جامعہ میں درج ذیل ادارے ہیں جو براہ راست یا بالواسطہ اس سے ملحق ہیں......کلیۃ الدراسات الاسلامیہ' کلیہ ادارۃ الاعمال اسلامیہ' المؤسسۃ الاسلامیۃ للرقابۃ علی الاغذیۃ' مرکز التوثیق البیبلوغرافی عن الاسلام والعالم الاسلامی' مرکز توثیق المعلومات عن المصارف العالمیۃ' مرکز توثیق المعلومات عن مدن العالم الرئیسیۃ' مرکز بحوث ما بعد الدکتوراۃ' وحدۃ

ان العصامن العصیۃ خشت اول چون نہد معمار کج ......تا ثریا می رود دیوار کج

العلوم التربویة، وحدة تنمیة الفنون الحرفیة الریفیة۔

جامعة الامام الاوزاعی میں دیگر جن اساتذہ سے ملاقات ہوئی ان میں ڈاکٹر علی دحروج، ڈاکٹر الشیخ احمد اللدن، ڈاکٹر محمد قاسم الشوم، ڈاکٹر ایوب دخل اللہ اور ڈاکٹر اسعد الحمرانی شامل ہیں، پروفیسر ڈاکٹر اسعد الحمرانی نے پاکستانی جامعات کے ساتھ جامعہ بیروت الاسلامیہ کے معادلات اور الحاقات پر دلچسپی ظاہر کی اور جامعہ کے کیمپس کے وزٹ کا اہتمام کیا...... انہی کے آفس میں ہم نے چائے نوش کی اور وہی ہمیں شیخ الجامعہ سے ملوانے لے گئے مگر شیخ الجامعہ اس وقت کہیں جا چکے تھے...... ملاقات نہ ہو سکی......

جامعة الامام الاوزاعی وزٹ کرنے کے بعد ہم نے جامعة بیروت الاسلامیة کا رخ کیا یہ جامعة منطقة دارالفتوی میں ہے جو منطقة عائشہ بکار کے قریب ہی ہے...... الشیخ عبدالہادی الخطیب اور الشیخ یوسف محمد ادریس سے یہاں ملاقات مقصود ہے...... الشیخ یوسف محمد ادریس جامعة الازہر لبنان شاخ کے مدیر ہیں اور دارالفتوی میں وہ الامین العام للمجلس الشرعی الاسلامی الاعلی ہیں...... شیخ بہت ملنسار آدمی ہیں اور عام عربوں کی طرح کھلے مزاج کے مالک ہیں...... ان سے بات چیت کر کے ایسا لگا جیسے ہم اپنے کسی مصری استاذ سے بات کر رہے ہوں...... انہوں نے المجلس الشرعی الاسلامی للفتوی کے بارے میں اور دارالفتوی کے بارے میں مفید معلومات فراہم کیں...... پتہ یہ چلا کہ یہاں ہر عالم فتوی نہیں دے سکتا صرف دارالفتوی ہی فتوی جاری کرنے کا مجاز ہے...... اور طلاق ہو جانے یہ نہ ہونے کا فتوی بھی جب تک دارالفتوی جاری نہ کرے طلاق نافذ نہیں ہوتی...... وقت کم تھا ان کے دفاتر بند ہو جانے کے وقت کے بعد تک وہ ہمارے ساتھ بیٹھے رہے اور ہم نے انہیں کسی مشقت میں مبتلا نہ کرنے کے خیال سے ان سے جانے کی اجازت چاہی تو انہوں نے اس شرط پر اجازت دی کہ رات کا کھانا اکٹھے ان کے ہاں کھائیں گے...... اللہ ان کو اجر دے ایک اجنبی مسافر شخص کو یوں محبت سے دعوت دینا اور اس کی پاسداری کرنا کہ خود ہی سر شام فون کر کے کہا گاڑی بھیجتا ہوں...... ہم نے کہا ہم خود ہی آ جائیں گے...... مگر ان کی گاڑی آئی اور ہمیں ان کے دولت کدہ کو دیکھنے کا موقع ملا...... خوبصورت، مگر سادہ بارونق بنگلہ نما فلیٹ، انہوں نے اور بھی چند علماء کو دعوت دے رکھی تھی...... سب آ گئے تو لبنانی طرز کا خاص کھانا پیش کیا گیا...... اور مختلف امور

پر گفتگو رہی ...... انہیں شکایت تھی کہ پاکستانی علماء کی کوئی بھی تصانیف ان تک نہیں پہنچتی' ...... ہم کیا کہتے؟ ....(معزز قاری انڈر کا بات تو تم جانتا ہے یا ہم)........... پاکستانی علماء میں لکھنے والے ہیں ہی کتنے ؟ اور پھر عربی میں لکھنے والے؟ لیکن یہ بات ہم ان سے نہ کہ سکتے تھے نہ ہم نے کہی ...... عموما عرب دنیا میں ہماری پوزیشن یہی ہے ...... اور پاکستانی علماء سے بہت کم علماءِ عرب واقف ہیں ...... کھانے کے بعد مخصوص قسم کی چائے آئی اور ساتھ ہی کتابوں کا ایک سیٹ بھی' جسے شکریہ کے ساتھ وصول کرتے ہوئے ہم نے واپسی کی راہ لی انہیں خدا حافظ کہتے ہوئے .... مع السلام الی اللقاء انشاء اللہ ....

☆......☆☆......☆

اپنے پیاروں کو عالم بناؤ .... اپنا پیارا ملک بچاؤ

بغیر علم کے اللہ کی معرفت حاصل نہیں ہوسکتی .... دنیاوی علم اللہ کی معرفت عطا نہیں کرتا

یہ دینی علم ہی کی شان ہے کہ وہ اللہ سے ملاتا ہے .... دنیاوی علم محض وسیلہ روزگار ہے۔

علماء کی قدر کیجئے .... عالم بنئے .... جاہل رہنے پر قناعت مت کیجئے۔

تحریکِ فروغِ علم

جدید فقہی مسائل اوران کا مجوزہ حل

ترتیب وتدوین: ڈاکٹر عبدالستار ابوغدہ اردو ترجمہ: ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

نظر ثانی واشاعت: ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

450 صفحات، قیمت 300 روپے عمدہ ایڈیشن

ناشر: ماڈرن اسلامک فقہ اکیڈمی کراچی

پوسٹ بکس نمبر 17777 گلشن اقبال کراچی

ان اخاک من واساک ☆ دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست در پریشان حالی ودرماندگی